43

اللہ تعالیٰ کے فضل کو دائمی طور پر حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہماری جماعت ہمیشہ دُعاؤں میں لگی رہے

(فرمودہ 20 فروری 1959ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میری بائیں ٹانگ میں جو وجع المفاصل کی تکلیف تھی وہ ابھی تک بڑھتی چلی جارہی ہے۔ پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد بارش ہوتی رہی ہے جس کی وجہ سے موسم زیادہ ٹھنڈا رہا اس لیے درد میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ کل اِنْشَاءَ اللّٰہُ میں سندھ جاؤں گا۔ وہاں سردی کم ہے اس لیے ممکن ہے گرمی کی وجہ سے میری اِس تکلیف میں کمی ہو جائے لیکن اس کا انحصار زیادہ تر خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو تو ساری تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کل سے دھوپ نکل آئی ہے ورنہ خطرہ تھا کہ متواتر بارش کی وجہ سے فصلوں کو نقصان پہنچے گا اور اس کی وجہ سے ملک میں غلّہ کی اَور کمی واقع ہو جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چند دن متواتر دھوپ نکال دی تو ملک میں فصل کی حالت اچھی ہو جائے گی۔ میں نے چند دن پہلے خطبہ جمعہ میں اِس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ متواتر بارش سے فصلوں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اور اگر چند دن متواتر دھوپ نہ نکلی تو غلّہ کی زیادتی کے

متعلق جو اندازے لگائے گئے ہیں ان میں کمی آ جائے گی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ بارشیں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ہوتی رہیں اور دھوپ نہیں نکلی جس کی وجہ سے اخباروں میں بھی یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ اگر یہی حال رہا تو غلّہ میں کمی واقع ہو جائے گی۔ اب دھوپ نکل آئے تو شاید یہ خطرہ دور ہو جائے لیکن ابھی تک اِس قسم کی خبریں نہیں آئیں۔ بہرحال غلّہ کی کمی اور زیادتی کا انحصار خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر میں نے بیان کیا تھا کہ غلّہ زیادہ اُگاؤ، کا تعلق اتنا سیاست سے نہیں جتنا مذہب سے ہے اور زراعت میں ترقی کا انحصار خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے اور بعد کے واقعات نے اِس کی تصدیق کر دی ہے۔ پہلے جب وقت پر بارشیں ہوگئیں تو اخبارات میں اس قسم کی خبریں شائع ہوئی تھیں کہ بہاولپور کے علاقہ میں اِس قسم کی عمدہ فصل ہے کہ ایسی عمدہ فصل پچھلے ساٹھ سال میں بھی نہیں ہوئی لیکن اب پھر گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے اور غلّہ میں کمی واقع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ بادل کا پتا نہیں کہ کب ہٹے اور مطلع صاف ہو تا کہ فصل کو فائدہ پہنچے۔ بادل نہ تو حکومت کے اختیار میں ہے اور نہ آپ میں سے کسی کے اختیار میں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر بارش ہو جائے اور بعد میں دھوپ نکل آئے تو اِس کا فائدہ ہوتا ہے لیکن یہاں یہ حالت ہے کہ روز بادل آتے ہیں اور دھوپ نہیں نکلتی جس کی وجہ سے فصل زرد پڑ جائے گی اور بالیوں میں دانے پورے نہیں بنیں گے۔ پس ہمیں دُعا کرنی چاہیے کہ وہ اپنے فضل سے ہمارے ان خدشات کو دور کر دے تا جہاں افراد اور ملک کی مالی حالت درست ہو وہاں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی مالی حالت بھی مضبوط ہو۔ ہمارے ملک میں اَسّی فیصدی زمیندار ہیں۔ اسی طرح ہماری جماعت میں بھی اَسّی فیصدی زمیندار ہیں اس لیے اگر فصل اچھی ہوئی تو جماعت کے چندے بھی بڑھیں گے، اِس کے سارے کام اچھی طرح چلتے رہیں گے اور اگر فصل خراب ہوگی تو لازمی طور پر اس کا اثر چندوں پر بھی پڑے گا اور اس سے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کو نقصان پہنچے گا۔ پھر بیرونی ممالک کے مبلّغوں کو بھی نقصان پہنچے گا کہ انہیں وقت پر اخراجات مہیا نہیں ہو سکیں گے۔ اس لیے دوست دُعا کرتے رہیں کہ خدا تعالیٰ سلسلہ کی حفاظت کرے اور اسے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رکھے۔

جب سے جماعت احمدیہ قائم ہوئی ہے خدا تعالیٰ ہی اِس کی حفاظت کرتا رہا ہے۔ اِس وقت تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ دونوں کا ماہوار چندہ پچاسی ہزار روپیہ کے لگ بھگ ہے لیکن شروع

میں اتنا چندہ سال میں بھی جمع نہیں ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اِس بات کا علم ہوا کہ لنگر خانہ کا خرچ ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تک پہنچ گیا ہے تو آپ بہت گھبرائے کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جماعت کی آمد میں دن بدن ترقی عطاء کرتا چلا گیا۔ صرف میری خلافت کے شروع زمانہ میں سلسلہ پر مالی لحاظ سے ایک نازک دَور آیا۔ جب میں خلیفہ ہوا تو خزانہ میں صرف چند آنے تھے۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کے چندوں میں ترقی ہوتی چلی گئی اور ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ جمع ہوتا رہا اور اب بینکوں اور جماعت کے اپنے خزانہ میں جو روپیہ اِس وقت جمع ہے وہ دس لاکھ سے اوپر ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ تھا کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ 1 یعنی تیری مدد ایسے لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے ورنہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا، یہ چند دن کا کھیل ہے جو ختم ہو جائے گا۔ کل ہی ایک شخص مجھے ملنے کے لیے آیا۔ جب اُس نے اپنا وطن بتایا تو مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ضلع گجرات کے ایک گاؤں چک سکندر کے بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قادیان آیا کرتے تھے۔ اُن کے بڑے بڑے قد تھے۔ اُس زمانہ میں ابھی بہشتی مقبرہ نہیں بنا تھا اور لوگ تبرک کے طور پر باغ اور مساجد دیکھنے چلے جایا کرتے تھے۔ وہ بھی باغ دیکھنے کے لیے اُس سڑک پر جا رہے تھے جو بہشتی مقبرہ کو جاتی ہے۔ اُس زمانہ میں اس سڑک پر پختہ پُل نہیں بنا تھا۔ حضرت نانا جان نے لوہے کی ریلیں ڈال کر اُس جگہ پار گزرنے کے لیے راستہ بنایا ہوا تھا۔ اس پُل کے قریب ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی مرزا علی شیر صاحب باغ لگایا کرتے تھے۔ وہ مذہبی قسم کے آدمی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شدید مخالف تھے۔ ممکن ہے اُن کی مخالفت کا یہ سبب ہو کہ آپ ان کی بہن پر سوکن لے آئے تھے لیکن بہرحال وہ آپ کے بڑے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے چک سکندر کے ان لوگوں کو باغ کی طرف جاتے دیکھا تو انہیں آواز دے کر اپنے پاس بلایا۔ اُن کے آواز دینے پر ان میں سے ایک آدمی جو باقی ساتھیوں سے کچھ فاصلہ پر تھا یہ سمجھ کر کہ یہ بڑے بزرگ ہیں ان کی بات سن لی جائے ان کے پاس گیا۔ مرزا علی شیر صاحب نے اس سے کہا میاں! تم کہاں سے آئے ہو اور کس لیے آئے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا ہم

گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے آئے ہیں۔ اِس پر مرزا علی شیر صاحب نے کہا میاں! مرزا غلام احمد میرا بھائی ہے اور اس کا واقف جتنا میں ہوں تم نہیں ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس نے محض دکان بنائی ہوئی ہے۔ تم کیوں یہاں اپنا دین خراب کرنے آ گئے ہو؟ اِس پر اُس شخص نے مرزا علی شیر صاحب کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور مرزا صاحب نے یہ سمجھ کر کہ یہ شخص ان کی باتوں سے متأثر ہو گیا ہے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اُس شخص نے ان کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو آواز دی کہ جلدی آؤ جلدی آؤ۔ جب وہ آ گئے تو اس نے کہا میں نے آپ لوگوں کو اس لیے بلایا ہے کہ ہم قرآن کریم میں پڑھا کرتے تھے کہ کوئی شیطان ہے جو لوگوں کو گمراہ کرتا ہے لیکن ہم نے وہ دیکھا نہیں تھا، اب وہ شیطان مجھے مل گیا ہے اور اسے میں نے پکڑ رکھا ہے، اسے اچھی طرح دیکھ لو۔ مرزا علی شیر صاحب بہت گھبرائے لیکن اس شخص نے ان کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑے رکھا اور کہا ہمیں شیطان دیکھنے کی مدت سے آرزو تھی سو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ آج ہم نے شیطان دیکھ لیا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق غیر تو کیا اپنے قریبی رشتہ دار بھی یہی کہتے تھے کہ انہوں نے ایک دکان کھولی ہوئی ہے اور وہ آپ کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ہماری سوتیلی والدہ ہم سے بہت محبت کیا کرتی تھیں اور باوجود اِس کے کہ ہم اُن کی سوکن کی اولاد تھے وہ ہمارے ساتھ بڑی محبت کا سلوک کرتی تھیں۔ ان کی والدہ بھی جو ہماری دادی صاحبہ کے علاقہ کی تھیں ہم سے بہت پیار کرتی تھیں۔ جب ہمارے رشتہ دار مرزا امام دین صاحب اور ان کے لڑکے اور لڑکیاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیتے تھے تو چونکہ وہ بہت اونچا سنتی تھیں اِس لیے دریافت کرتی تھیں کہ یہ لوگ کس کو گالیاں دے رہے ہیں؟ اِس پر جب انہیں بتایا جاتا کہ یہ مرزا غلام احمد کو گالیاں دے رہے ہیں تو وہ رو پڑتیں اور کہتیں ہائے! یہ لوگ میری چراغ بی بی کے بیٹے کو گالیاں دیتے ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے رشتہ دار بھی سمجھتے تھے کہ یہ ایک کھیل ہے جو کھیلا جا رہا ہے اور لوگ انہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لدھیانہ کے ایک نور محمد صاحب تھے جنہیں یہ خیال تھا کہ وہ مصلح موعود ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہتے تھے کہ

چونکہ وہ میرے روحانی باپ ہیں اس لیے جب میں اپنے روحانی باپ کے پاس جاؤں گا تو پونڈ اُن کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کروں گا۔ اِس غرض سے وہ روپیہ جمع کرتے رہتے تھے۔ جب ان کے مُریدان سے سوال کرتے کہ وہ اپنے روحانی باپ کے پاس کب جائیں گے؟ تو انہیں کہتے جب میں جاؤں گا تو تمہیں بتا دوں گا۔ جب انہوں نے اِس میں زیادہ دیر لگا دی تو ان کے مُریدوں نے کہا کہ آپ اگر نہیں جاتے تو ہمیں جانے کی اجازت دے دیں۔ اِس پر انہوں نے بعض مُریدوں کو اِس شرط سے قادیان آنے کی اجازت دی کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سونا پیش کریں گے۔ چنانچہ وہ قادیان آئے۔ مرزا امام دین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی تھے چُوہڑوں کے پِیر بنے ہوئے تھے۔ اور اپنے آپ کو ان کے بزرگوں کا اوتار قرار دیتے اور کہتے کہ چوہڑوں کا لال بیگ میں ہوں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ ادنیٰ اقوام کے بعض لوگ آئے ہیں تو انہوں نے انہیں بلایا اور ان کے آگے حُقہ رکھ دیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیا لینے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ملنے کے لیے آئے ہیں۔ اِس پر مرزا امام دین صاحب نے کہا چُوہڑوں کا لال بیگ تو میں ہوں تم مرزا غلام احمد کے پاس کیوں چلے گئے؟ وہ تو ٹھگ ہے اور اُس نے یونہی دکان بنائی ہوئی ہے۔ تمہیں وہاں سے کیا ملا ہے؟ وہ لوگ اَن پڑھ تھے لیکن تھے حاضر جواب۔ انہوں نے جواب دیا مرزا صاحب! ہم ادنیٰ اقوام سے تعلق رکھتے تھے مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لائے تو لوگ ہمیں مرزائی مرزائی کہنے لگ گئے۔ آپ مغل تھے اور ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی وجہ سے آپ چوہڑے کہلانے لگ گئے۔ اِس پر وہ گھبرا کر خاموش ہو گئے۔ غرض غیر تو غیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قریبی رشتہ دار بھی یہ سمجھتے تھے کہ سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ یہ محض دکانداری ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو بڑھایا اور دنیا کے کونہ کونہ میں اس کے پودے لگا دیئے۔

میں نے بتایا ہے کہ مرزا امام دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت مخالف تھے لیکن جیسے اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے ہاں عکرمہؓ جیسا بزرگ بیٹا پیدا کر دیا تھا اُسی طرح مرزا امام دین صاحب کی لڑکی خورشید بیگم جو ہمارے بڑے بھائی مرزا سلطان احمد صاحب سے بیاہی ہوئی تھیں بڑی نیک اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ احمدیہ کی سچی عاشق تھیں انہوں

نے اپنی وفات تک ایسا اخلاص دکھایا کہ حیرت آتی ہے۔

ٹائن بی نے جو انگلستان کا ایک بہت بڑا مؤرخ گزرا ہے اسلام پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں وہ جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ لوگ تھوڑے ہیں اور دوسرے لوگ زیادہ ہیں لیکن جیسے گھوڑ دوڑ میں بعض دفعہ ایک گھوڑا پیچھے سے آکر آگے نکل جاتا ہے اِسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ممکن ہے یہ بعد میں آنے والے لوگ عیسائیوں کو مات کر دیں اور ان سے آگے نکل جائیں۔

اِسی طرح میں نے ایک خطبہ جمعہ میں بتایا تھا کہ آکسفورڈ یونیورسٹی نے افریقہ میں اپنے بعض طالبعلم اِس لیے بھیجے ہیں کہ وہ وہاں احمدیت کا مطالعہ کریں کیونکہ افریقہ میں ہماری جماعت جلد جلد پھیل رہی ہے۔ اِسی طرح ایک پادری نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ پہلے ہمارا خیال تھا کہ افریقہ میں عیسائیت بہت جلد پھیل جائے گی اور باقی سب مذاہب کو کھا جائے گی لیکن اب حالت اس کے برعکس ہے۔ افریقہ میں اسلام اِس کثرت سے پھیل رہا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ عیسائیت کو کھا جائے گا۔

غرض احمدیت جسے اپنے اور بیگانے ابتدا میں محض کھیل سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اِس کو اتنی ترقی عطا کی کہ اِس کے ذریعہ دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام پھیل گیا۔ ایک دفعہ ایک نومسلم انگریز نے مجھے لکھا ایک وقت تھا کہ میں عیسائیوں کی کتابیں پڑھ کر یہ خیال کرتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ** مذہب کو سخت نقصان پہنچایا ہے اس لیے میں سوتے وقت بھی آپؐ کو گالیاں دیا کرتا تھا لیکن اب خدا تعالیٰ نے مجھ پر فضل کیا ہے اور مجھے احمدیت کی نعمت سے نوازا ہے جس کی وجہ سے میں اُس وقت تک سوتا نہیں جب تک آپ پر درود نہ بھیج لوں۔

جب میں بیماری کے علاج کے سلسلہ میں انگلینڈ گیا تو وہاں مجھے ایک بہت بڑے ادیب ڈسمنڈ شا ملنے کے لیے آئے۔ ملاقات کے بعد جب میں اپنے کمرہ میں جانے لگا تو میں نے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنی۔ میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو ڈسمنڈ شا میرے پیچھے آرہے تھے۔ میں نے کہا میں نے تو آپ کو رُخصت کر دیا تھا پھر آپ میرے پیچھے کیسے آرہے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے ایک بات دریافت کرنی ہے۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اگرچہ میں عیسائی ہوں اور ابھی تک

اسلام نہیں لایا لیکن جب میں اسلام کے متعلق تقریر کرتا ہوں تو میرے دل سے آواز آتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے سب سے بڑے محسن ہیں لیکن جو لوگ عیسائی ہیں وہ یہ بات نہیں مانتے۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ آپ کے دل پر نازل ہوتا ہے اُن لوگوں کے دلوں پر نازل نہیں ہوتا۔ جب اُن لوگوں کے دلوں پر بھی خدا تعالیٰ نازل ہونے لگ جائے گا تو وہ بھی یہ بات مان جائیں گے۔ اُس نے کہا اب میں یہ بات سمجھ گیا ہوں۔ یہ شخص بہت بڑا مصنف ہے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ گو ایچ۔ جی ویلز زیادہ مشہور ہے لیکن میری کتابیں اُس سے زیادہ بکتی ہیں اِس لیے کہ میں مذہب کا مؤید ہوں اور وہ مذہب کا مخالف ہے۔

غرض وہ سلسلہ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے لوگ خیال کرتے تھے کہ یہ چند دن کا مہمان ہے اُس کے پودے دنیا کے کونہ کونہ میں لگ گئے ہیں اور اب غیر بھی اس کی تعریف کرتے ہیں۔ میرے زمانۂ خلافت میں جب پیغامی مولوی محمد احسن صاحب کو ورغلا کر لاہور لے گئے اور انہوں نے کہا میں نے ہی انہیں خلیفہ بنایا تھا اور اب میں ہی انہیں معزول کرتا ہوں تو اس کی وجہ سے جماعت میں ایک جوش پیدا ہوگیا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ان کے متعلق ایک ریزولیوشن پاس ہوا تو میں نے انہیں جماعت سے خارج کر دیا۔ اُس موقع پر ایک دوست جو مخلص تھے مگر بات جلدی نہیں سمجھتے تھے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یہ بڑے بزرگ صحابی ہیں انہیں جماعت سے نہ نکالیں۔ اِس پر میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا مولوی صاحب! پھر اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھے جو خلیفہ ہوں معزول کر دیں اور مولوی محمد احسن صاحب کو جماعت میں رکھ لیں۔ اِس پر وہ دوست کہنے لگے اچھا! اگر یہ بات ہے تو پھر نکال دیں۔

مولوی محمد احسن صاحب کی طبیعت بھی ایسی ہی تھی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بسراواں کی طرف سیر کے لیے تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کے کلام میں اور بندہ کے کلام میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ آپ نے اپنا ایک الہام سنایا اور فرمایا دیکھو یہ بھی ایک کلام ہے اور اس کے مقابل پر حریری کا بھی کلام موجود ہے۔ مولوی محمد احسن صاحب نے بات کا آخری حصہ غور سے نہ سنا اور الہام کے متعلق خیال کر لیا کہ یہ حریری کا کلام ہے اور کہنے لگے بالکل لغو ہے لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو خدا تعالیٰ کا الہام ہے تو مولوی محمد احسن صاحب

کہنے لگے سُبْحَانَ اللّٰہِ! یہ کیا ہی عمدہ کلام ہے۔ اِسی قسم کی طبیعت اس دوست کی بھی تھی۔ جب ریزولیوشن پاس ہوا تو وہ دوست کہنے لگے یہ پرانے صحابی ہیں انہیں جماعت سے نہ نکالا جائے۔ مگر جب میں نے کہا کہ اِس کا مطلب تو یہ ہے کہ مجھے جو خلیفہ ہوں معزول کر دیا جائے اور انہیں جماعت میں رکھ لیا جائے تو وہ کہنے لگے اچھا! پھر انہیں جماعت سے نکال دیں۔

تو یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں قادیان کے رہنے والے بھی نہیں جانتے تھے آپ کا نام دنیا کے ہر ملک میں پھیلا اور آج آپ کو ماننے والے دنیا کے کونہ کونہ میں پائے جاتے ہیں۔ قادیان میں ایک سِکھ میرے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کے تایا مرزا غلام قادر صاحب تو بہت مشہور تھے اور ایک بڑے عہدہ پر فائز تھے لیکن مرزا غلام احمد صاحب غیر معروف تھے۔ انہیں کوئی جانتا نہیں تھا۔ میرے والد ایک دفعہ مرزا غلام مرتضٰی صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگے سنا ہے آپ کا ایک اَور بیٹا بھی ہے وہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا وہ تو سارا دن مسجد میں پڑا رہتا ہے اور قرآن پڑھتا رہتا ہے۔ مجھے اس کا بڑا فکر ہے کہ وہ کھائے گا کہاں سے؟ تم اُس کے پاس جاؤ اور اُسے سمجھاؤ کہ دنیا کا بھی کچھ فکر کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ کوئی نوکری کر لے لیکن جب بھی میں اُس کے لیے کسی نوکری کا انتظام کرتا ہوں وہ انکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ میرے والد گئے اور بڑے مرزا صاحب کی بات ان کو پہنچائی۔ وہ کہنے لگے والد صاحب کو تو یونہی فکر لگی ہوئی ہے میں نے دنیا کی نوکریوں کو کیا کرنا ہے، آپ ان کے پاس جائیں اور انہیں کہہ دیں کہ میں نے جس کا نوکر ہونا تھا ہو گیا ہوں۔ مجھے آدمیوں کی نوکریوں کی ضرورت نہیں۔

اس سِکھ پر اِس بات کا اِس قدر اثر تھا کہ جب بھی وہ آپؑ کا ذکر کیا کرتا تو اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ وہ چھوٹی مسجد میں آیا اور میرے پاس آ کر چیخیں مار کر رونے لگ گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی؟ وہ کہنے لگا آج مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ میں آج بہشتی مقبرہ گیا تھا۔ جب میں مرزا صاحب کے مزار پر جا کر سجدہ کرنے لگا تو ایک احمدی نے مجھے اِس سے منع کر دیا حالانکہ اُس کا مذہب اَور ہے اور میرا مذہب اَور ہے۔ اگر احمدی قبروں کو سجدہ نہیں کرتے تو نہ کریں لیکن میں تو سِکھ ہوں اور ہم سجدہ کر لیتے ہیں۔ پھر اُس نے مجھے منع کیوں کیا؟ غرض آپ بالکل خلوت نشیں تھے اور جو لوگ آپ کے واقف تھے اُن پر آپ کی عبادت اور زُہد کا اتنا اثر تھا کہ وہ باوجود غیر مُسلم ہونے کے

وفات کے بعد بھی آپ کے مزار پر آتے رہے۔

جس طرح مولوی محمد احسن صاحب نے لاہور جا کر میرے متعلق کہا تھا کہ میں نے ہی انہیں خلیفہ بنایا ہے اور اب میں ہی انہیں معزول کرتا ہوں اِسی قسم کی بات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہی تھی۔ دعوٰی سے پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے مدّاح تھے لیکن جب آپ نے دعوٰی کیا تو مخالف ہو گئے اور کہنے لگے میں نے ہی مرزا صاحب کو بڑھایا تھا اور اب میں ہی انہیں نیچے گراؤں گا۔ چنانچہ وہ تمام عمر آپ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے اور لوگوں کو آپ کے پاس آنے سے روکنے کی کوشش کرتے رہے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام رکھا۔

پیرا نامی ایک پہاڑیہ تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بطور خدمت گار رہتا تھا۔ اُسے گنٹھیا کی بیماری تھی، اُس کے رشتہ داروں کو علم ہوا کہ قادیان میں مفت علاج ہوتا ہے تو وہ اُسے اُٹھا کر قادیان لے آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کا علاج کیا اور جب وہ تندرست ہوا تو آپ کی خدمت میں ہی رہنے لگ گیا اور اپنے وطن واپس نہ گیا۔ وہ شخص اتنا اُجڈ تھا کہ دو چار آنے لے کر دال میں مٹی کا تیل ملا کر پی لیا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے کبھی کبھی بٹالہ بلٹی چھڑانے کے لیے بھیج دیا کرتے تھے اور بٹالہ سٹیشن پر روزانہ مولوی محمد حسین صاحب اس لیے جایا کرتے تھے کہ جو لوگ قادیان جا رہے ہوں انہیں ورغلانے کی کوشش کریں۔ ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو قادیان جانے والا کوئی شخص نہ ملا۔ انہوں نے پیرے کو ہی پکڑ لیا اور کہنے لگے پیرے! کیا تیری عقل ماری گئی ہے؟ تُو مرزا صاحب کے پاس کیوں بیٹھا ہے؟ وہ تو جھوٹا آدمی ہے۔ پیرا کہنے لگا مولوی صاحب! میں تو جاہل ہوں اور پڑھا لکھا نہیں لیکن ایک بات جانتا ہوں اور وہ یہ کہ مرزا صاحب اپنے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں اور لوگ آپؑ سے ملنے کے لیے دور دور سے آتے ہیں۔ بعض دفعہ وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں یا مجھے ابھی فرصت نہیں اور لوگ پھر بھی آپ کے دروازہ کو نہیں چھوڑتے۔ دوسری طرف میں دیکھتا ہوں کہ آپ روزانہ یہاں آ کر لوگوں کو قادیان جانے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور شاید اس کوشش میں آپ کی جوتیاں بھی گھس گئی ہوں گی مگر لوگ پھر بھی قادیان جاتے ہیں۔ اِس سے میں سمجھتا ہوں کہ مرزا صاحب ضرور سچے

اور راستباز ہیں۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوست تھے اور ان کے والد بھی آپ کے دوست تھے انہوں نے بھی کہا تھا کہ میں نے اِس شخص کو بڑھایا ہے اور اب میں ہی اِس کو نیچے گراؤں گا لیکن خدا تعالیٰ نے اُس کے نام کو تو مٹا دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو دنیا میں پھیلا دیا۔ بعد میں اُس کا ایک بیٹا آریہ ہو گیا تھا۔ میں نے اُسے قادیان بلایا اور اُسے دوبارہ مسلمان کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے شکریہ کا خط بھی مجھے لکھا۔

تو جماعت کانٹوں پر سے گزرتی ہوئی اپنی اِس حیثیت کو پہنچی ہے اور یہ چیز بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے شاملِ حال ہے لیکن اِس فضل کو دائمی طور پر حاصل کرنے کے لیے جماعت کو ہمیشہ دُعاؤں میں لگے رہنا چاہیے۔ بیشک دنیا کی نظروں میں ہم نے عظیم الشان کام کیا ہے لیکن ہمارا کام ابھی بہت باقی ہے۔ ہم نے ساری دنیا کو مسلمان بنانا ہے اور یہ کام بہت کٹھن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہماری زندگی میں ہمیں وہ دن دکھائے جب یہ کام پورا ہو جائے اور ساری دنیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ اور اسلام امریکہ میں بھی پھیل جائے، یورپ میں بھی پھیل جائے، روس میں بھی پھیل جائے، چین میں بھی پھیل جائے، ہندوستان میں بھی پھیل جائے۔ دلوں کا پھیرنا اُسی کا کام ہے کسی انسان کا کام نہیں۔ اس لیے ہمیں خدا تعالیٰ کے حضور ہی جُھکنا چاہیے اور اُس سے مدد طلب کرنی چاہیے کیونکہ مشکلات کو آسان کرنا اُسی کا کام ہے''۔

(الفضل 30 مئی 1959ء)

---

1 : تذکرہ صفحہ 39 ایڈیشن چہارم 2004ء